Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم پیر

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۶/۳۱ | ۱۳ رمضان ۱۳۹۷ھ ۲۹ ظہور ۱۳۵۶ھش ۲۹ اگست ۱۹۷۷ء | نمبر ۱۹۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۹ ظہور۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے، آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن مجید کے دقائق و حقائق بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں

کوئی صداقت، کوئی حکمت اور کوئی نور نہیں ہے جو اس کی متابعت سے نہ مل سکتا ہو

"(قرآن مجید کے) دقائق و حقائق صرف دو تین نہیں ہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیطِ بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو اور یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔ کوئی ایسا امر نہیں جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اس صداقت کو . . . . نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور دقائق اور معارفِ قرآنی کو اس قدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالبِ صادق کی تسلّی اور تشفّی کے لئے بحرِ عظیم کی طرح جوش مار رہے ہیں۔"

(براہینِ احمدیہ صفحہ ۶۴۰ حاشیہ ۱۱)

"جاننا چاہیئے کہ اس زمانہ میں اسبابِ ضلالت میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگوں کی نظر میں عظمت قرآن شریف کی باقی نہیں رہی ایک گروہ مسلمانوں کا فلاسفہ ضالہ کا مقلد ہو گیا ہے کہ وہ ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں . . . . ان لوگوں کے مقابل پر دوسرا گروہ وہ ہے کہ جس نے عقل کو بکلّی معطل کی طرح چھوڑ دیا ہے اور ایسا ہی قرآن شریف کو بھی چھوڑ کر جو ہر چشمہ تمام علوم الٰہیہ کا ہے صرف روایات و اقوالِ بے سروپا کو مضبوط پکڑ لیا ہے۔ سو ہم ان دونوں گروہوں کو اِس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی عظمت و نورانیت کی قدر کریں اور اس کے نور کی راہنمائی سے عقل کو بھی دخل دیں اور کسی غیر کا قول تو کیا چیز ہے اگر کوئی حدیث بھی قرآن کریم کے مخالف پائیں تو فی الفور اس کو چھوڑ دیں جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں آپ فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۵۲)

مکرم سید امین احمد صاحب کراچی سے اپنے خط محررہ ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

محترم نواب محمد احمد خان صاحب اِن دنوں کراچی میں بہت بیمار ہیں۔ گزشتہ بارہ روز سے ہسپتال میں داخل ہیں انہیں بیس روز سے پیشاب میں بہت زیادہ مقدار میں خون آرہا ہے۔ اب تک دس بوتلیں خون کی بھی دی جا چکی ہیں لیکن تاحال کوئی افاقہ نہیں ہے۔ جو خون دیا جاتا ہے وہ پیشاب کے راستے ضائع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹری تشخیص کے مطابق ان کے پراسٹیٹ غدود بڑھ گئے ہیں اور ان میں سے خون رِس رِس کر نکل رہا ہے مگر صحت کی کمزوری اور BLEEDING کے باعث اپریشن بھی نہیں کیا جا سکتا۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے انہیں کامل و عاجل شفا عطا فرمائے۔ آمین

برادرم مکرم ملک شریف احمد سوز صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور کو اللہ تعالےٰ نے چار بیٹیوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل محض اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ نے عطاء المنان رکھا ہے، الحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خوش بخت، خادمِ دین، لمبی عمر والا اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(صلاح الدین احمد مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

لازمی چندہ جات کی ادائیگی ماہ بماہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۹ ظہور ۱۳۵۶ ہش
۲۹ اگست ۱۹۷۷ء

انسان کو گھیر میں لینے والی دو خوفناک حالتیں

قبل ازیں ہم محاسبۂ نفس اور نیکیاں بجا لانے میں تجدید عہد کے مسلسل جاری رہنے کی اہمیت کو قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں تفصیل سے واضح کر چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک محاسبۂ نفس اور تجدید عہد کا عمل مسلسل جاری نہ رہے اور اسی طرح استغفار اور توبہ کی کیفیت دائمی طور پر اپنے پر وارد نہ کی جائے اس وقت تک صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا اور اس پر آگے ہی آگے بڑھنا اور تعلق باللہ میں ترقی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ محاسبۂ نفس اور تجدید عہد یا استغفار اور توبہ کی اسی بنیادی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ پر محاسبۂ نفس اور تجدید عہد کی اہمیت کو بار بار اور بکثرت اور نئے نئے اسلوب سے واضح فرماتے رہتے تھے تاکہ ان میں سے کوئی بھی محاسبۂ نفس اور تجدید عہد سے کبھی اور کسی حال میں بھی غافل نہ ہو سکے بلکہ سب ہی اس میں دوام اختیار کرکے نیکیاں بجا لانے میں مسلسل ترقی کرتے چلے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث میں ایسی احادیث بکثرت ملتی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاسبۂ نفس اور نیکیاں بجا لانے کے عہد کی مسلسل تجدید پر زور دیا ہے۔ ان کثیر التعداد احادیث میں سے دو احادیث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نہایت بلیغ خطبوں پر مشتمل ہیں۔ ہم ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

ایک خطبۂ جمعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ انسان کے جملہ اعمال کا محاسبہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کرے گا اور اس محاسبہ کے نتیجہ میں ہی انسان کو جنت یا دوزخ کا مستحق قرار دیا جائے گا اور اس کی عاقبت کا سارا دارومدار اسی محاسبہ پر ہی ہوگا۔ اس محاسبہ میں کامیاب اور سرخرو قرار پانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان زندگی میں ساتھ کے ساتھ محاسبہ کرکے نیکیاں بجا لانے کے نئے عزم سے ہمکنار ہوتا اور اسی طرح نیکیاں بجا لانے میں ترقی کرتا چلا جائے۔ اگر وہ اسی دنیا میں ساتھ کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے گا تو اگلے جہان میں ہونے والے محاسبہ میں سرخرو ہونا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔ دوسرے آپؐ نے اس امر پر زور دیا کہ جب کبھی کوئی انسان سفر پر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے تیاری کرتا ہے اور ایسا سامان مہیا کرتا ہے جس سے اس کا سفر بآسانی طے ہو سکے اور وہ بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچ سکے۔ جب سفر آخرت برحق ہے اور اس سے کسی کو بھی مفر نہیں اور ہر ایک کو یہ سفر بہرحال درپیش ہے تو پھر عافیت اسی میں ہے کہ انسان پورے عزم و تعہد کے ساتھ نیک اعمال بجا لا کر اس سفر کے لئے زادِ راہ فراہم کرتا رہے۔ اگر نہیں کرے گا تو اس کا صعوبتوں دکھوں اور تکالیف سے دوچار ہونا لازمی امر ہے چنانچہ اسی دل نشین انداز میں محاسبۂ نفس اور تجدید عزم و عہد کی تلقین کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَمَهِّدُوْا لَهَا قَبْلَ اَنْ تُعَذَّبُوْا وَتَزَوَّدُوْا لِلرَّحِيْلِ قَبْلَ اَنْ تُزْعَجُوْا فَاِنَّمَا هُوَ مَوْقِفُ عَدْلٍ وَّقَضَاءٍ بِحَقٍّ وَّلَقَدْ اَبْلَغَ فِى الْاِعْذَارِ مَنْ تَقَدَّمَ فِى الْاِنْذَارِ"

(خطبات نبویؐ صفحہ ۵۸)

یعنی حساب خداوندی سے پہلے اپنے اعمال کی جانچ پڑتال کر لو اور عذاب سے پہلے اس دن کے لئے راستہ تیار کر لو اور وقت سے پہلے کوچ کا سامان مہیا کر لو کیونکہ وہ عدل و انصاف اور فیصلۂ برحق کا مقام ہے۔ جس نے پہلے سے ڈرایا اس نے کسی قسم کی کوتاہی کئے بغیر اپنا فرض ادا کر دیا۔

اپنے اس بلیغ اور پرحکمت خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے کہ قبل اس کے کہ موت کے بعد خدا تم سے حساب لے تم خود ہی اپنے نفسوں اور اعمال کا محاسبہ کرکے اپنی سرکشی کو دور کر لو اور صاف سیدھے اور کھرے ہو جاؤ۔ مراد یہ ہے کہ قبل اس کے کہ موت آکر اعمال کے سلسلہ کو ختم کر دے تمہیں چاہیئے کہ تم اپنا محاسبہ کرکے اس صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ جو نیکوکاروں کو سیدھا جنت میں لے جاتی ہے۔ اس میں ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے آنے سے پہلے پہلے اپنا محاسبہ خود آپ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ظاہر ہے کہ موت کا تعین وقت کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ انسان کی موت کسی وقت بھی واقع ہو سکتی ہے کسی کو بھی حتمی طور پر معلوم نہیں کہ وہ ایک سانس کے بعد دوسرا سانس بھی لے سکے گا یا نہیں۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو آپؐ نے فی الاصل نصیحت یہ فرمائی ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر وقت اور ہر آن اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اصلاح اعمال کی فکر میں لگا رہے۔ اسی طرح وہ اپنے مستقبل اور اپنی آخرت کو سنوار سکتا ہے۔ اگر انسان ذرا بھی غافل ہوا اور اسی غفلت کی حالت میں ہی اس کی موت واقع ہو گئی تو پھر بجز حسرت کے اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ جو لوگ اوائل عمر میں یہ کہہ کہہ کر وقت ضائع کرتے رہتے ہیں کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے آخر میں توبہ کرکے راہ راست پر آجائیں گے وہ انتہائی کج فہم اور غلطی خوردہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی نادانی سے اپنے آپ کو ارشاد خداوندی وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ کا مصداق بنا لیتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور خطبۂ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاسبۂ نفس اور نیکیاں بجا لانے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نہایت ہی بلیغ اور حکیمانہ انداز میں یہ امر ذہن نشین کرایا کہ ہر لمحہ اور آن کے دوران جس میں سے انسان گزر رہا ہوتا ہے محاسبۂ نفس کا جاری رہنا ضروری ہے اس کے بغیر انسان دو خوفناک حالتوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ حضورؐ نے واضح فرمایا کہ ان دو خوفناک حالتوں میں سے ایک ماضی یعنی گذرا ہوا زمانہ ہے اور دوسری خوفناک حالت مستقبل ہے۔ ماضی اس لحاظ سے خطرناک ہے کہ نہ معلوم ماضی میں کئے ہوئے اعمال قبولیت کے لائق ٹھہرتے ہیں یا نہیں اور مستقبل اس لحاظ سے خطرناک ہے کہ نہ معلوم مستقبل میں نیک اعمال بجا لانے کی توفیق ملتی ہے یا نہیں۔ اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ انسان جس وقت اور زمانہ میں سے گزر رہا ہے اس میں ساتھ کے ساتھ محاسبہ کرکے پورے عزم کے ساتھ نیک اعمال بجا لاتا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔ اسی طرح وہ اپنے مستقبل اور آخرت کی دائمی زندگی کے لئے توشہ مہیا کر سکتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:۔

"اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوْا اِلٰى مَعَالِمِكُمْ وَاِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْا اِلٰى نِهَايَتِكُمْ۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ، بَيْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰى لَا يَدْرِىْ مَا اللّٰهُ صَانِعٌ بِهٖ، وَبَيْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِىَ لَا يَدْرِىْ مَا اللّٰهُ قَاضٍ فِيْهِ فَلْيَاْخُذِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ، وَمِنْ دُنْيَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ وَمِنَ الشَّيْبَةِ قَبْلَ الْكِبَرِ، وَمِنَ الْحَيٰوةِ قَبْلَ الْمَوْتِ۔ فَوَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَّلَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ۔" (خطبات نبویؐ صفحہ ۲۹-۳۰)

یعنی۔ لوگو! تمہارے لئے شرعی حدود مقرر ہو چکی ہیں۔ پس ان تک پہنچ کر تمہیں رک جانا چاہیئے اور تمہارے لئے عالم آخرت ایک منتہیٰ ہے پس تم عمل صالح کرکے وہاں پہنچو۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو دو خوفناک حالتوں میں گھرا ہوا سمجھے: ایک گزری ہوئی حالت کہ نہ معلوم خدا سابقہ اعمال کو قبول فرماتا ہے یا نہیں، اور ایک آنے والی حالت کیونکہ نہیں معلوم اس وقت عمل صالح کی فرصت ملتی ہے یا نہیں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے لئے توشہ تیار کرنے کی فکر کرے اور دنیا میں رہ کر اپنی عاقبت سنوار لے۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی میں اور موت سے پہلے زندگی میں عمل صالح بجا لائے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ مر جانے کے بعد عتاب اور خیالات دور کرنے کا کوئی موقع نہ ملے گا اور نہ دنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے سوا کوئی تیسرا ٹھکانا ہوگا۔

یہ اور اسی مفہوم کی دوسری احادیث علم و دانش اور حکمت و موعظت کا بیش بہا خزینہ ہیں جن کے مطالعہ سے روح پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ہر لحظہ اور ہر آن محاسبۂ نفس کا جاری رہنا اور اس کے زیر اثر اعمال صالحہ بجا لانے میں مداومت اختیار کرنا ضروری ہے۔ ماضی کے نیک اعمال پر نازاں ہونا یا نیک اعمال کی بجا آوری کو مستقبل میں آئندہ زمانہ پر اٹھا رکھنا ہلاکت کی راہ ہے۔ عافیت صرف اور صرف اسی میں ہے کہ انسان موجود الوقت حالت میں جسے زمانہ حال سے تعبیر کیا جاتا ہے چوکس اور بیدار ہو کر اپنے نفس کا محاسبہ کرنے اور اس کے نتیجہ میں بڑھ چڑھ کر نیک اعمال بجا لانے سے ہرگز غافل نہ ہو۔ ان دو خوفناک حالتوں کو جن میں انسان گھرا ہوا ہوتا ہے امن کی حالت میں بدلنے کا اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے ٭

درخواست دعا ہماری والدہ ماجدہ (اہلیہ صاحبہ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع ملتان) گزشتہ کئی ہفتوں سے بیمار ہیں اور کوئین میری ہسپتال لندن میں زیر علاج ہیں۔ ان کی ہمشیرگان بھی پاکستان میں بیمار رہتی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ ہمیں عمر طویل عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین ثم آمین!

(چوہدری محمد عبدالرشید برادر نسبتی پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب لندن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
سیدنا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق!

(مکرم بشیر احمد صاحب زاہد سیالکوٹ شہر)

محبت و عشق کا ایک اہم تقاضا ہے کہ عاشقِ صادق جہاں اپنے محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ چیز سے والہانہ محبت رکھتا ہے وہاں اُسے ہر اُس چیز سے دلی نفرت و کدورت ہوتی ہے جو اس کے محبوب کو پسندِ خاطر نہ ہو۔ یہاں تک کہ اگر اس زمرے میں اس کے اپنے عزیز بھی آجائیں تو وہ ان کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور ان سب سے بیزاری اختیار کرتا ہے۔ چنانچہ یہی وہ جذبۂ عشق ہے جس کی صداقت و عظمت کو اُجاگر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

(مجادلہ ع ۳)

تُو کوئی ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی شدید مخالفت کرنے والوں سے بھی محبت رکھتی ہو۔ خواہ وہ لوگ ان کے باپ دادے یا بیٹے اور بھائی یا ان کے خاندان کے دوسرے افراد کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی الواحِ قلوب پر ایمان کی تجلیاں درخشاں ہیں اور کلام الٰہی کے ذریعہ ان کی مدد کی گئی ہے"۔

آئیے! اب ہم دیکھیں کہ یہ جذبۂ عشق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں کہاں تک جلوہ فرما تھا؟ —— کون نہیں جانتا کہ حضور کی پیدائش کا ایک مقصد عظمتِ رسولؐ کا قیام تھا اور یہی وہ شاندار مقصد ہے جس کے حصول کیلئے آپ نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر ثانیہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی و خیر خواہی میں بسر کیا تھا کیونکہ آپ دل و جان سے یہ چاہتے تھے کہ جس طرح بھی ہو پیار اور محبت سے ساری دنیا کو اپنے محبوب کے قدموں میں لا کر رکھ دیں۔ اور اس کے لئے آپ نے ہر ممکن کوشش بھی کی کہ پیار اور محبت سے مخلوقِ خدا کے دلوں کو آپؐ کے لئے جیتیں۔ مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی میں ایسے بکثرت لمحات آئے جب آپ محبت و پیار کے تمام اصولوں کو بھول گئے اور جذبۂ غیرتِ حُبِّ رسولؐ میں وہ کچھ کہہ گئے جو یہی محبت کا تقاضا تھا۔

سنہ ۱۹۲۷ء کا المناک واقعہ ہے کہ پنڈت شردھانند جی اپنی بدزبانیوں کے نتیجہ میں ایک مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو جاتے ہیں جس پر ہندوستان میں ایک کہرام مچ جاتا ہے۔ چھوٹے اور بڑے ہندو پاکوں کے سردار حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف وہ کچھ کہہ جاتے ہیں کہ کان سن نہیں سکتے اور زبان دُہرا نہیں سکتی۔

چنانچہ اس آڑے وقت میں کچھ سیاسی اور مذہبی لیڈر ہندو مسلم مصالحت کے لئے میدانِ عمل میں آتے ہیں۔ ان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جو مقام حاصل تھا وہ سب سے بلند و بالا نظر آتا ہے۔

حضور ابتداء میں قادیان سے عظمتِ رسولؐ کے قیام اور ہندو مسلم مصالحت کے لئے ایک آواز بلند کرتے ہیں مگر جب اس آواز کو در خورِ اعتناء نہیں سمجھا جاتا تو آپ اپنے دردِ دل کو چھپائے ہوئے لاہور تشریف لاتے ہیں اور بریڈلا ہال میں ایک لیکچر دیتے ہیں جس میں فرماتے ہیں:۔

"میرے دل میں ایک درد ہے اور سب سے بڑھ کر درد ہے۔ مَیں نے جب دیکھا کہ قادیان سے جو ہمدردی کی آواز مَیں نے اُٹھائی تھی اُس پر کان نہیں دھرا گیا تو مَیں نے محسوس کیا مجھے قادیان سے باہر جا کر یہ آواز لوگوں تک پہنچانی چاہیئے اور مَیں اسی درد کو لے کر لاہور آیا ہوں اور مَیں اسی درد سے یہ لیکچر دے رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اسے توجہ سے سُنیں اور جو مَیں کہتا ہوں اسے مانیں اور مَیں سوائے اس کے کیا کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں نہ دو۔ اور ایک شخص کے فعل سے جسے ساری قوم برملا بُرا کہہ رہی ہے اس کی ساری قوم اور ساری قوم کے پیشوا اور ہادی کو اس کا مجرم نہ ٹھہراؤ۔ اگر آپ لوگوں کی عورتوں اور بیویوں اور بچوں اور ماؤں اور بالیوں اور رشتہ داروں کو گالیاں دی جائیں اور ان پر عیب لگائے جائیں حالانکہ اُن میں عیب ہوتے بھی ہیں تو کیا آپ خاموش رہ سکتے ہیں اور آرام سے بیٹھ سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا ہم سے یہ توقع ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جنہیں ہم اپنی جان و مال، عزیزوں، رشتہ داروں سے کہیں زیادہ عزیز رکھتے ہیں گالیاں سُنیں اور خاموش رہیں اور آرام سے بیٹھے رہیں۔ یقیناً ہم خاموش نہیں بیٹھ سکتے جب تک آپ تسلیم نہ کرلیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیں گے۔" (ہندو مسلم فسادات اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل صفحہ ۵۹)

پھر فرمایا:۔

"ہمیں گالیاں چھوڑ گولیاں مار لو لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں نہ دو۔ اس کو بُرا نہ کہو۔ اس کی شان میں گستاخی نہ کرو۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن نہیں برداشت کر سکتے تو اس مقدس ہستی کی توہین نہیں برداشت کر سکتے!"

پھر علی الاعلان فرمایا:۔

"یاد رکھو ہم وہ لوگ ہیں جن کے ..... جسم کا ہر ذرہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہونے کا متمنی ہے۔ ہماری جان بھی اسی کے لئے ہے، ہمارا مال بھی اسی کے واسطے۔ ہم اس پر راضی ہیں، بخدا راضی ہیں۔ پھر کہتا ہوں بخدا راضی ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے بچے قتل کر دو۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہمارے اہل وعیال کو جان سے مار دو لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں نہ دو۔ ہمارے مال لُوٹ لو، ہمیں اس مُلک سے نکال دو، لیکن ہمارے سردار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک اور توہین نہ کرو، انہیں گالیاں نہ دو۔ اگر یہ سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دینے سے تم جیت سکتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ گالیاں دینے سے تم رُک نہیں سکتے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ کم سے کم ہم تمہارا اپنے آخری سانس تک مقابلہ کریں گے اور جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے وہ اس جنگ کو ختم نہیں کرے گا۔" (ہندو مسلم فسادات اور ... مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل صفحہ ۵۸)

اور آخر میں فرمایا:۔

"ہماری اس وقت تک اُس شخص سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے صلح نہیں ہو سکتی جب تک وہ گالیاں ترک نہ کرے۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے بھی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مَیں جنگل کے سانپوں سے صلح کر لوں گا لیکن اگر نہیں کروں گا تو ان لوگوں سے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے، ان پر ناپاک حملے کرتے اور ان کے حق میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرح طرح کی بدزبانی کرتے ہیں۔"
(ہندو مسلم فسادات ...... اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل صفحہ ۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کو بنظرِ تعمق پڑھیئے اور غور فرمائیے کہ مخلوقِ خدا کے لئے آپ کے دل میں کس قدر طوفانِ درد بپا رہتا تھا اور پھر سوچئے کہ اس طوفان کو اٹھانے میں عشقِ رسول اللہ کا جذبہ کہاں تک جلوہ فرما تھا؟

آئیے! اب ایک اور واقعہ آپ کی نذر کروں۔ یہ بھی ۱۹۲۷ء سے تعلق رکھتا ہے اور اُن دنوں سے تعلق رکھتا ہے جب ہندو مسلم فسادات کو روکنے کیلئے شملہ میں چند ہندو مسلم راہنماؤں نے ایک کانفرنس منعقد کی تھی تا کہ کسی طرح مل بیٹھ کر باہمی مصالحت کی کوئی راہ ڈھونڈی جائے جس پر چل کر ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات کو روکا جا سکے۔

اس موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دعوتِ شرکت دی گئی تھی۔ حضور بنفسِ نفیس شملہ تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے خطبۂ جلیلہ میں ڈنکے کی چوٹ کہا:-

"ہندو، سکھ، عیسائی جو کوئی بھی یہاں موجود ہے ان سے مَیں صاف صاف کہتا ہوں کہ صلح اور آشتی کے لئے ہم ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں مگر اس کے ساتھ مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جنگل کے درندوں اور سانپوں سے ہم صلح کر سکتے ہیں مگر ہم ان سے کبھی بھی صلح نہیں کر سکتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔" (لیکچر شملہ ص ۹)

سوچیئے اور پھر سوچیئے! کہ وہ کون سا جذبہ ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان و قلم سے یہ الفاظ نکلوا رہا تھا اور وہ بھی اُس دن اور اُس گھڑی جب شملہ کی برفانی چوٹیوں پر بڑے بڑے لیڈر ہندوستان کی آزادی کی خاطر اتحاد کے واسطے تڑپ رہے تھے اور مسلمانوں کے راہنما اس مقصد کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تلے بیٹھے تھے۔ مگر اس وقت صرف ایک آپ ہی تھے جو عظمتِ رسول ؐ کے تحفظ و قیام کے لئے علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ یہ کہہ رہے تھے — "ہم جنگل کے درندوں اور سانپوں سے صلح کر سکتے ہیں مگر ہم اُن سے کبھی بھی صلح نہیں کر سکتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔"

آئیے! اب میں آپ کو ایک اور تاریخی واقعہ سے روشناس کراؤں یہ بھی ۱۹۲۷ء کا واقعہ ہے اور اُن دنوں سے تعلق رکھتا ہے جب ایک ہندو اخبار "ورتمان" میں ایک مضمون "سیرِ دوزخ" کے عنوان سے شائع ہوا جس میں مضمون نگار نے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے پاکوں کے سردار حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سخت گستاخیاں کیں اور عاشقانِ رسول ؐ کے دلوں کو مجروح کیا۔ حضور نے اس مضمون کو پڑھا۔ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ غیرتِ حُبِّ رسول ؐ میں جسم کا رُواں رُواں انگارہ بن گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی دلی واردات کو ایک پوسٹر کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ آگ جو ایک دل میں بھڑکی تھی اس نے سارے ہندوستان میں شعلے بھڑکا دیئے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آ سکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بے کسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو معلوم نہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ نفسی و اھلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ اس پاکبازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے؟ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے کسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور رستہ نہیں ملتا؟ ہماری جانیں حاضر ہیں، ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں۔ جس قدر چاہیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے کر، آپؐ کی ہتک کر کے اپنی دنیا و آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس ذاتِ بابرکات سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور میں دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔"
(الفضل ۱۰ جون ۱۹۲۷ء)

سوچیئے! اور پھر سوچیئے!! کہ اس عبارت میں کس درجہ غیرتِ حُبِّ رسول ؐ میں کمال دبدبہ اور رعب و جلال سے یہ کہا گیا ہے — کہ "ہم جنگل کے درندوں اور بن کے سانپوں سے صلح کر سکتے ہیں مگر ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے اور ہمارے دل دکھاتے ہیں۔"

حضور اسی درد دل اور جذبۂ غیرتِ حُبِّ رسول ؐ کو ایک نظم میں یوں پیش کرتے ہیں۔ فرمایا ؎

"ہمارے انبیاء کو گالیاں دو
پھر اس کے ساتھ دعویٰ صلح کا ہے
ہماری صلح تم سے ہو گی کیونکر
تمہارے دل میں جب یہ کچھ بھرا ہے
محمد ؐ کو بُرا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
تم اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے
ہمارا دل جگر وہ چھیدتا ہے"

واقعات گواہ ہیں کہ جونہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ واردات قلب منظرِ عام پر آئے تو تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک آگ بھڑک اُٹھی۔ مسلم اخباروں نے سخت صدائے احتجاج بلند کی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے تمام ہندوستان میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور ملک ایک وقت کے لئے شعلہ بداماں ہو کر رہ گیا۔ حکومتِ وقت نے فی الفور مضمون نگار کے خلاف مقدمہ دائر کیا اور اس کو اس جرم کی پاداش میں ایک سال چھ ماہ کی سزا دی جس پر تمام مسلمانانِ ہند کے دل خوشی سے بلّیوں اُچھل پڑے اور انہوں نے آپ کو مبارک باد کے تار بھیجے مگر دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ آپ خوش ہونے کی بجائے اور دریائے غم میں ڈوب گئے ہیں اور آپ کا دل حزن و یاس کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے یہاں تک کہ اس سے آہوں کا دھواں بلند ہوا اور سننے والوں نے یہ چیخ و پکار سنی کہ آپ واویلا کر رہے تھے:-

"میرا دل غمگین ہے کیونکہ مَیں اپنے آقا اپنے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کی قیمت ایک سال کے لئے جیل خانے کو نہیں قرار دیتا مَیں ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا۔ مَیں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا بلکہ مَیں اگلے اور پچھلے سب کفار کے قتل کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا کیونکہ میرے آقا کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دی جائے۔"
(الفضل ۱۹ اگست ۱۹۲۷ء)

سوچیئے! میرے آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق کتنا انوکھا عشق ہے ایک شخص آپ کے محبوب کو گالیاں دیتا ہے۔ مسلمان چاہتے ہیں کہ اس کی تکا بوٹی ایک کر دیں۔ حکومتِ وقت اس کو مجرم قرار دیتی ہے اور اس کو سزایاب کرتی ہے مگر یہ ایک نرالا عاشق ہے کہ اس پر بھی بپھر جاتا ہے کہ تم سب غلطی پر ہو میرے معشوق کی عزت کی قیمت ایک شخص کا قتل تو الگ رہا اگلے اور پچھلے کفار کا قتل بھی اس کی قیمت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دنیا کو مارنے نہیں بلکہ جلانے کے لئے آیا تھا۔ وہ ان کو قید کرنے نہیں بلکہ قید سے چھڑانے کے لئے آیا تھا اس لئے مَیں ایک شخص کے قید ہونے پر خوش کیونکر ہو سکتا ہوں؟

حضور فرماتے ہیں:-

"میرا آقا دنیا کو جلانے کیلئے آیا تھا نہ کہ مارنے کے لئے۔ وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کے لئے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لئے۔"

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا کے اختیار میں ہے نہ اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت میں ہیں۔ میں اپنے نفس میں شرمندہ ہوں کہ اگر دو شخص جو ایک قسم کی موت کا شکار ہو رہے ہیں اور بدبختی کی مہر جو انھوں نے اپنے ہاتھوں پر لگالی ہے۔ اس صداقت پر اطلاع پاتے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی تو کیوں گالیاں دے کر خود کو برباد کرتے۔ کیوں اس سے زندگی بخش جام پی کر ابدی زندگی نہ پاتے اور اس صداقت کا ان تک نہ پہنچنا مسلمانوں کا قصور نہیں تو اور کس کا ہے؟ پس میں اپنے آقا سے شرمندہ ہوں۔ کیونکہ اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے۔ قانون ظاہری فتنہ کا علاج کرتا ہے۔ مگر دل کا اور میرے لئے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض نکال کر اس کی جگہ آپ کی محبت قائم نہ ہو جائے۔"

(الفضل ۱۹ ر اگست ۱۹۲۷ء)

اللہ اللہ! کیسا عشق رسول ہے اور کیسا یہ عاشق رسول ہے کہ ایک دشمن رسول کی شرارت پر بھی غم اور درد میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنے سب سے پیارے آقا کے حضور میں قصور وار بن کر پیش ہو جاتا ہے کہ یا رسول اللہ! قصور اس کا نہیں کہ اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ قصور میرا ہے کہ میں نے اس کے سامنے آپ کی بلند و برتر شان کو پیش نہیں کیا۔ یا رسول اللہ! اس مجرم کی طرف نہ دیکھئے! بلکہ میری طرف نگاہِ کرم ملتفت کیجئے کہ میں اپنی غلطی پر سخت شرمندہ ہوں۔

انصار اللہ کا بیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

زعماء/زعماءِ اعلیٰ کی خدمت میں ضروری گزارشات

قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال مجلس انصار اللہ کا بیسواں مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۲۸-۲۹-۳۰ ر اکتوبر/اخاء ۱۳۵۶ ہش (۱۹۷۷ء) بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور قلوب میں اثر پیدا کرنے والی نصائح سننے کا موقع ملتا ہے۔ حاضرین بزرگانِ سلسلہ اور اہل علم اصحاب کی پرمغز تقاریر سے بھی مستفید ہوتے ہیں۔ رقّت سے پُر دعاؤں اور انابت الی اللہ کے جو مواقع اجتماع میں ملتے ہیں ان کی لذت شامل ہونے والے ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ دلوں میں ایک خاص قسم کی طمانیت اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت اور دوستوں سے ملاقات ان امور کے علاوہ ہے۔

آپ ازراہ کرم ابھی سے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے انصار کو پرزور تحریک فرمائیں۔ دستور اساسی انصار اللہ کے مطابق ناظمین اعلیٰ/ناظمین اضلاع نیز زعماءِ اعلیٰ/زعماء کی اس مرکزی اجتماع میں حاضری لازمی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ صدر مجلس سے قبل از وقت رخصت حاصل کر لیں۔ مندرجہ ذیل امور کی طرف بھی ازراہ کرم فوری توجہ فرمائیں:-

(۱) شوریٰ انصار اللہ کے لئے اگر آپ اپنی مجلس کی طرف سے کوئی تجویز بھجوانا چاہتے ہوں تو مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد لکھ کر (معین الفاظ میں) ۱۵ ر ستمبر/تبوک تک دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں اس کے بعد آنے والی تجاویز پر غور ممکن نہ ہوگا۔

(۲) اپنی مجلس کی طرف سے نمائندگان شوریٰ کا انتخاب کروا کر ان کے اسماء سے مرکز کو مطلع فرمادیں قواعد کے مطابق بیس ۲۰ اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بلحاظ صحابی ہونے اور ناظمین اعلیٰ/ناظمین اضلاع اور زعماء اعلیٰ/زعماء اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوں گے۔ نمائندگان کی اطلاع مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ ر اخاء/اکتوبر مقرر کی گئی ہے اس تاریخ تک آپ کی طرف سے اطلاع مل جانی چاہیئے۔

(۳) چندہ سالانہ اجتماع: چندہ سالانہ اجتماع ماہوار آمد کا ۲½ فیصد سالانہ بشرطیکہ ۳ روپے سالانہ سے کم نہ ہو۔ جملہ اراکین سے وصول کر کے جلد بھجوا دیا جاوے تاکہ اجتماع کے انتظامات احسن طریق پر سرانجام دیئے جاسکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین!

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ہفتہ تربیت و اصلاح وارشاد

تمام زعماء/زعماء اعلیٰ، ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حسب سابق امسال بھی ہفتہ تربیت و اصلاح وارشاد مشترکہ طور پر منایا جائے گا۔ اس غرض کے لئے ۲۴ ر تبوک/ستمبر تا ۲۹ ر تبوک/ستمبر کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ پہلے تین دن قیادتِ تربیت کے مقرر کردہ حسبِ ذیل مضامین پر تقاریر کی جائیں۔

(۱) سچی گواہی (۲) جھوٹی افواہ (۳) بدظنی

بعد ازاں اصلاح وارشاد سے متعلق مندرجہ مضامین پر تقاریر کی جائیں:-

(۴) قدرت ثانیہ اور اس کا ظہور
(۵) قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت۔
(۶) حضرت امام مہدیؑ کی علامات اور ان کا مصداق۔

براہ مہربانی ان مضامین پر روزانہ تقاریر کا انتظام فرمائیں۔ انصار اللہ کے علاوہ دوسرے احمدی احباب اور خواتین کو بھی تحریک فرما دیں کہ وہ اجلاسوں میں شامل ہو کر تقاریر سے فائدہ اٹھائیں۔ ہفتہ تربیت منانے کے بعد مرکز کو رپورٹ بھجوائیں۔

(قائد عمومی)

دعائے مغفرت

میرے والد محترم چوہدری نصر اللہ خان صاحب باجوہ (سابقہ سکونت رڑکی کلاں) حال محلہ دارالیمن شرقی ربوہ مختصر علالت کے بعد مورخہ ۲۱ ر اگست ۷۷ء کو گیارہ بجے قبل از دوپہر وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(نصیر احمد باجوہ۔ محلہ دارالیمن شرقی ربوہ)

ضروری تصحیح

الفضل مجریہ ۷ ر اگست ۷۷ء کے صفحہ ۵ پر شائع شدہ وصایا میں مسل نمبر ۲۳۳۲۷ میں مکرم شیخ حفیظ الرحمان صاحب کی قومیت غلط شائع ہو گئی ہے صحیح قومیت شیخ قانونگو ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کے دو احمدی طالب علم مبشر احمد صاحب اور ادریس احمد صاحب ایم بی بی ایس فائنل ائر کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

(عبدالخالق خالد۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور)

(۲) برادرم مبشر احمد صاحب آف لاہور عرصہ ڈیڑھ سال سے بے روزگار ہیں۔ باوجود کوشش کے ابھی مستقل روزگار میسر نہیں ہوا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد روزگار عطا فرمائے۔

(محمد انوار الحق۔ گنج مغلپورہ۔ لاہور)

(۳) میں بے روزگار ہونے کی وجہ سے سخت پریشان ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہتر روزگار عطا فرمائے۔

(محمد اسمٰعیل ذبیح محلہ دارالصدر جنوبی ربوہ)

(۴) ۲۴ ر اگست کو میرا بیٹا عزیزم ادریس احمد میڈیکل کے آخری سال کے امتحان میں شریک ہوا ہے احباب اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(بشریٰ بشیر۔ اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ نصرت ربوہ)

(۵) خاکسار اپنے بعض گھریلو معاملات کی وجہ سے پریشان ہے نیز پھیپھڑوں میں زخم ہونے اور ذیابیطس کے عارضہ میں مبتلا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری جملہ پریشانیاں دور فرمائے اور کامل و عاجل صحت سے نوازے۔ آمین!

(غلام محمد حق معلم وقف جدید چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر)

(۶) میں میڈیکل سٹور کھول رہا ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کرے۔

(عبدالرافع c/o قیوم میڈیکل ہال فتح پور تحصیل لیہ ضلع مظفرگڑھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمی مقابلہ جات بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

(۱) تقریری مقابلہ فی تقریر ۵ منٹ۔ صرف ایک ہی مقابلہ ہو گا خواہ کسی عمر کی لڑکی ہو۔ سوائے ناصرات کے ان کا علیحدہ مقابلہ ہو گا۔ عنوان مندرجہ ذیل ہوں گے:۔
(۱) دلائل ہستی باری تعالیٰ۔
(۲) قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔
(۳) دعا کی اہمیت اور برکات۔
(۴) احمدیت — اسلام کی نشأۃِ ثانیہ۔
(۵) خلافتِ احمدیہ کی اہمیت اور برکات۔

(۲) بیت بازی کا مقابلہ۔ اشعار درثمین، کلامِ محمود، دُرِّ عدن اور بزرگانِ جماعتِ احمدیہ کے کلام میں سے لئے جائیں۔

(۳) فی البدیہہ تقریری مقابلہ۔ وقت تین منٹ۔ نام پہلے آنے چاہئیں عین وقت پر کوئی نام نہیں لیا جائے گا۔

(۴) حُسنِ قراءت کا مقابلہ۔ اس کے لئے سورہ رحمان کا پہلا رکوع مقرر کیا جاتا ہے۔

(۵) انگریزی تقریری مقابلہ۔ وقت ۵ منٹ

(۶) لازمی امتحان قرآن مجید جو ہر ممبر اور نمائندہ کو دینا ہو گا جو قرآن کریم پارہ اوّل نماز اور آخری دس سورتوں کے ترجمہ پر مشتمل ہو گا۔

(۷) لجنہ اماء اللہ کا مقابلہ حدیث وفقہ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تاریخِ اسلام۔ تاریخِ احمدیت۔ تاریخ لجنہ۔ عام معلومات اور مقابلہ ذہانت۔

(۸) مضمون نگاری۔ مقابلہ کے عنوان:۔
(۱) دعا اور استغفار کی اہمیت۔
(۲) عبادتِ الٰہی کے طریقے اور فوائد۔
(۳) قرآن کریم کی برتری علوم جدیدہ پر۔
(۴) سیرت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی۔
(۵) ارضِ بلال میں جماعتِ احمدیہ کے کارہائے نمایاں۔

یہ مضامین ۱۰؍اکتوبر تک پہنچ جانے چاہئیں۔ مضامین میں جس کتاب یا اخبار کا حوالہ ہو وہ درج ہونا چاہیئے۔ بہترین مضمون اجتماع پر پڑھ کر سنایا جائے گا۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

دار الذکر لاہور میں درس القرآن

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے زیرِ اہتمام مورخہ ۲ 9/77 بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ تا نماز عصر مسجد دار الذکر لاہور میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سورۃ الرحمٰن کا درس دیں گے۔ لاہور شہر کے تمام احباب خصوصاً خدام اور اطفال بھائیوں سے شرکت کی درخواست ہے۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہو گا۔

(نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

ہر جماعت جائزہ لے

(الف) آپ کی جماعت میں ایسے احباب تو نہیں ہیں جو اِس مبارک تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن ابھی تک نہیں ہوئے۔

(ب) آپ کی جماعت میں ایسے احباب تو نہیں جنہوں نے ابھی تک 3/15 حصہ ادا نہ کیا ہو۔

(ج) کیا آپ نے سالِ رواں کی وصولی اِس طرح شروع کر دی ہے کہ سال ختم ہونے سے قبل جو ۲۸؍فروری ۱۹۷۸ء کو ختم ہو گا ہر وعدہ کنندہ سے 4/15 وصولی ہو جائے اور کوئی کمی نہ رہے۔

اپنی مساعی کو تیز تر کیجئے۔ ایک عظیم کام آپ کے سپرد ہے ساری دُنیا میں انشاء اللہ اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اِس کے لئے ہمیں عظیم قربانیاں کرنا ہوں گی۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

چندہ مہمان خانہ جلسہ سالانہ

مہمان خانہ جلسہ سالانہ کی تعمیر کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع کے ذمّہ رقوم لگائی گئی تھیں:۔
لاہور، شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم، کیمبلپور۔ ملتان، ساہیوال۔ لائلپور ڈیرہ غازیخان۔ جھنگ۔ ہزارہ۔ سکھر۔ جیکب آباد۔ لاڑکانہ۔ خیرپور۔ نوابشاہ حیدرآباد۔ دادو۔ بدین۔ سانگھڑ۔ تھرپارکر۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وَسِّعْ مَکَانَکَ کے الٰہی ارشاد کی تعمیل کے لئے جاری کردہ اِس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور حتی الوسع جلد نقد ادائیگی فرمائیں۔
تمام رقوم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام امانت تعمیر مہمان خانہ جلسہ سالانہ کھاتہ 6855/27-211 میں جمع کروانے کے لئے بھجوائی جائیں اور اس کی اطلاع افسر جلسہ سالانہ ربوہ کو بھجوائی جائے۔

(افسر جلسہ سالانہ)

مکرم منشی بشیر احمد صاحب خوشنویس سرگودہا کی وفات

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ میرے والد محترم منشی بشیر احمد صاحب خوشنویس سرگودہا ۲۷؍اگست کو چند دن کی معمولی علالت کے بعد قریباً ۶۰ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحوم نے چار لڑکے اور دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔
احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کی مغفرت کرے اور بلند درجات عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

(منور احمد خوشنویس از سرگودہا)

درخواستِ دُعا

میرا لڑکا عزیزم لطف الرحمٰن ایم بی بی ایس کے دوسرے سال کا امتحان دے رہا ہے جملہ احباب سے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الرحمٰن صابر جنرل سیکرٹری جماعتِ احمدیہ گوجرانوالہ)

ملتان کی قدیم جدید ترین ڈرائی کلیننگ فیکٹری

جینکو ڈرائی کلینرز (رجسٹرڈ)

چوک نواں شہر ملتان۔ فون ۳۸۸۳

ماہِ رمضان المبارک کے لئے رعایتی نرخنامہ

گوشت کے لئے تیار برائلر چوزے وزن ایک کلو سے زائد فی کلو ۱۰/- روپے۔
یک روزہ برائلر چوزے ۳۵۰/- فی سینکڑہ
یک روزہ لیگ ہارن چھپیاں ۵۰۰/- فی سینکڑہ
(بکنگ مارچ۔ اپریل ۱۹۷۸ء۔ پیشگی ۲۵ فیصدی)

خلیل پولٹری فارم دار الفضل ربوہ

ضروری تصحیح

الفضل ۲۳؍اگست ۱۹۷۷ء کے صد۶ پر میاں محمد عبد القیوم صاحب اوکاڑہ چھاؤنی کی صاحبزادی کے نکاح کا اعلان شائع ہوا ہے اس میں غلطی سے میاں محمد عبد القیوم صاحب کے والد محترم کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ شائع ہو گیا ہے حالانکہ ان کے والد محترم میاں محمد عالم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ سلامت ہیں اور راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴